بہت عزیز ہے۔ اُس کے لئے ایک مقدس شئے سے دست بردار ہو رہا ہے

ستایش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضوان کا	وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودون کے طاق نسیان کا

ستایش گر = تعریف کرنیوالا - ستایش = تعریف و توصیف گر = یہان اگر کا مخفف نہین ہے بلکہ ایک حرف ہے جو اسم فاعل کے معنے دیتا ہے بیخود = مست و بیہوش باغ رضوان = یعنے جنت - اور رضوان جنت کے داروغہ کا نام ہے گلدستہ = چند پہولون کو ایک جگہ جمع کرکے جو ایک دستہ اور مجموعہ بناتے ہین اُسکو گلدستہ کہتے ہین اصل مین یہہ لفظ دستۂ گل ہے مگر محاورہ مین بقلب اضافت یعنے گلدستہ بولتے ہین - کہتا ہے کہ ہم بیخودون کو اپنی بیخودی مین وہ سیر دکہائی دیتی ہے کہ ہم جنت کو بہول گئے یعنے ہماری بیخودی سیر و تماشے کے لحاظ سے جنت سے بہتر ہے اپنی بیخودی کی توصیف کی ہے کہ ہم اپنی بیخودی مین تمام کائنات کی سیر کرتے ہین بلکہ ہم ذات باری تعالیٰ کو دیکہتے ہین جسکا جمال پاک سب سے بہتر ہے اور اسی لئے جنت کو بہول گئے یہان بیخودی سے عالم محویت کی بیخودی مراد ہے نہ کہ شراب کی بیخودی - جنت طاق نسیان کا گلدستہ ہے - یعنے جنت کو ہم بہول گئے اور جنت کو فراموش کر گئے - شعر صاف اور نہایت عمدہ ہے مضمون کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا ہے - اگرچہ زبان کا فرق ہے -

بیان کیا کیجئے بیداد کاوشہاے مژگان کا ۔۔۔ کہ ہر یک قطرۂ خون دانہ ہی تسبیح مرجان کا

یعنے عشق یار مین یا دیدار یار کی تمنا مین میری آنکھون نے جسقدر خون میرے
دل و جگر مین تھا اُسکو کھینچ کھینچ کر قطرہ قطرہ بہادیا ۔ آنکھون کی بیداد سے
اب میرے دل و جگر مین کچھہ لہو باقی نرہا کیونکہ آنکھون نے ایک ایک
قطرہ کو دانۂ تسبیح مرجان کیطرح حساب و شمار کرکے بہادیا ۔ ظاہر ہے
کہ دانہ ہاے تسبیح کا حساب و شمار رکھا جاتا ہے ۔ قطرۂ خون اور
دانۂ تسبیح مرجان مین تشبیہ تامہ ہے **کاوش** = کاویدن کا حاصل
بالمصدر ہے بیان کیا کیجئے یعنے ہم بیان نہین کرسکتے یعنے بیان کے
قابل نہین **کیا** = یہان نفی کیواسطے آیا ہے ۔

کیا آئینہ خانیکا وہ نقشہ تیرے جلوہ نے ۔۔۔ کرے جو پرتو خورشید عالم شبنمستان کا

یعنے تیرے صفائے حسن کے مقابلے مین آئینہ خانہ غیر محسوس اور ناپید ہوگیا
جیسے آفتاب نکلتا ہے تو شبنم غائب ہو جاتی ہے ۔ **نقشہ** = یعنے حال
اور شکل **پرتو** = عکس اور چھاؤن ۔ **عالم** = نقشہ اور حال ۔

مری تعمیر مین مضمر ہے اک صورت خرابی کی ۔۔۔ ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

تعمیر = عمارت بنانا اور آباد کرنا ۔ مگر یہان فقط بنانیکے معنے لئے ہین
جسکو فارسی مین ساختن کہتے ہین **مُضمَر** = پہلے میم کو پیش اور دوسرے

میم کو زبر ہے اور ضواد اور رے ساکن ہین۔ اس لفظ کے معنے پوشیدہ
اور مخفی کے ہین۔ **خرابی** ۔ یعنے ویرانی اور تباہی و بربادی **ہیولیٰ**
اس لفظ کے متعدد معنے ہین جیسا کہ لغات اور ڈکشنریون مین لکہا ہی
کہ ہر ایک چیز کی اصل اور ہر ایک چیز کی ماہیت اور ہر ایک چیز کے مادے
کو ہیولی کہتے ہین۔ اور حکما نے اپنی اصطلاح مین اس لفظ کی یہہ تعریف
کی ہے کہ ہیولیٰ اُس جوہر کو کہتے ہین جو صورت جسمانی کا محل اور حلول
گاہ ہوتا ہے اور جوہر اول کو بھی ہیولی کہتے ہین اسیطرح **صوفیہ**
کی اصطلاح مین اس کے معنے کچہہ اور ہین یعنے روح اعظم اور طبیعت
کل کو ہیولی کہتے ہین الغرض اس لفظ کے ان معنون کے سوا ے اور بھی
کئی معنے ہین جنکو مین نے یہان بخوفِ طوالت ترک کیا اور میرزا غالب
مرحوم کے اس شعر مین لفظ ہیولی کے وہی معنے ہین جو **حضرت قبلگاہی**
مولانا والد مرحوم نے **وثوقِ صراحت** مین لکھے ہین یعنے
مادّہ۔ اور مادہ کے معنے اصلیت و مواد کے معنے ہین۔ **برقِ خرمن**
باضافت۔ انبار غلہ کی بجلی۔ یعنے وہ برق جو خرمن پر گرے اور اوسکو
جلادے۔ **خرمن** = بالکسر انبار غلہ۔ تودۂ غلہ۔ اناج کا ڈہیر۔
دہقان = کسان۔ مزارع۔ کہیتی کرنیوالا۔ **خون گرم** = باضافت
تپاک و جوشش دلی اور الفت و محبت کو کہتے ہین اور مجازاً بمعنی سعی
و کوشش آتا ہے۔ یہہ شعر معناً صاف ہے مگر اسمین الفاظ کچہہ دقیق
ہین اسی لئے مین نے پہلے لفظون کے معنے لکہدئے۔ تماشا سخن شناس

جانتا ہے کہ یہہ شان غزل کی نہین ہے بلکہ قصیدہ کا انداز ہے کیونکہ دقیق
اور مشکل الفاظ غزل مین خوشنما نہین معلوم ہوتے بلکہ قصیدہ مین نہایت
زیب دیتے ہین میری راے مین جس قصیدہ مین شکوہ لفظی نہو وہ قصیدہ ہی
نہین ہے غزل مین ایسے دقیق لفظون کا استعمال کرنا کچھہ اچھا نہین معلوم
ہوتا مگر بعض لوگون کا مذاق ہی ایسا ہوتا ہے جو علاج پذیر نہین -
میرزا صاحب اس شعر مین اپنی بدبختی اور بدنصیبی کو ظاہر کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ لوگ جو کوشش اور سعی میری صلاح و فلاح کے واسطے
کرتے ہین وہ کوشش میرے لئے عین تباہی و بربادی کا باعث ہوجاتی
ہے کیونکہ مین اصلیت و ماہیت کے لحاظ سے خرابی اور ویرانی کی شکل
و صورت ہون اور میرے محسن کی سعی و سفارش میرے لئے ہی مضر نہین ہے
بلکہ میرے محسن کو بھی نقصان پہونچاتی ہے کیونکہ خرمن کے جلجانے
سے دہقان کا نقصان ہوتا ہے - اس شعر مین اپنے محسن و مربی کی
تشبیہ دہقان کے ساتھہ دی ہے - خونِ گرم دہقان کا یعنے کسان کی
سعی و کوشش ہیولیٰ برق خرمن کا ہے یعنے برق خرمن کا مادہ ہے
یعنے اسکی کوشش خرمن کو جلا دیتی ہے - مگر میرے آباد کرنے مین
ایک شکل و صورت خرابی اور ویرانی کی پوشیدہ ہے یعنے مین آباد
نہین ہوسکتا ہون کیونکہ دراصل اور درپردہ مین ویرانی اور خرابی کی شکل ہون
لہذا جو کوئی میرا محسن و مربی بنتا ہے وہ خود نقصان اٹھاتا ہے اور
میرے امیدون کا ڈھیر خاک و راکھ ہو جاتا ہے - تعمیر اور خرابی

صنعت تضاد ہے ۔

اُگا ہی گھر مین ہر سو سبزہ ویرانی تماشا کر	مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے دربان کا

ویرانی = منادیٰ ۔ اے حرف ندا محذوف ہے یعنے اے ویرانی ۔ تماشا کر دیکھہ ۔ تماشا کرنا یعنے دیکھنا ۔ یہہ فارسی محاورے یعنے تماشا کردن کا ترجمہ ہے ۔ ویرانی تماشا کر یعنے اے ویرانی دیکھہ ۔ ہر سو = ہر طرف ۔ سارے جوانب مین ۔ کل اطراف مین ۔ یعنے میرا گھر ویران ہوگیا ہے اور اُس کے دروازے اور دیوارین گر گئین ہین اور اُس کے ہر ایک جانب مین سبزہ اُگا ہوا ہے جیسا ویران اور افتادہ مکانون مین ہوتا ہے ۔ اے ویرانی اس حالت کو دیکھہ ۔ دوسرے مصرع مین سبزے کی کثرت کا بیان ہے یعنے سبزہ اسقدر اُگا ہوا ہے کہ میرے گہر کا دربان اُسکو کھود کر بیچتا ہے اور اُسکی قیمت پر اپنی زندگی بسر کرتا ہے دربان کو تنخواہ دیجاتی ہے ۔ اب میرے دربان کی یہی تنخواہ ہے کہ میرے خانۂ ویران کی گہاس بیچکر اُسکی قیمت لیتا ہے

خموشی مین نہان خون گشتہ لاکہون آرزوئین ہین	چراغ مردہ ہون مین بے زبان گور غریبان کا

اگرچہ مین خاموش ہون اور زبان سے کچہہ نہین کہتا مگر میرے دل مین لاکہون آرزوئین خون شدہ موجود ہین ۔ غریبان = غریب کی جمع ہے اور غریب اُس شخص کو کہتے ہین جو اپنے وطن مین نہو ۔ گور غریبان یعنے اُن لوگونکی قبر جو پردیس مین مرے ہین ظاہر ہے کہ جو شخص پردیس مین مرتا ہے

اُسکا کوئی پرسان وجویان نہین ہوتا کیونکہ شخص غریب الدیار کو کوئی جانتا اور پہچانتا نہین - جب غریب الدیار کی ایسی حالت ہوتی ہے تو پھر اُسکی قبر پر چراغ کون جلاتا ہے - کیونکہ قبر پر چراغ روشن کرنا اہل بدعت کے پاس اعزاز و امتیاز کی بات ہے - لہذا دوسرے مصرع کے مجازاً یہہ معنے ہین کہ میرے احوال اور میرے آرزو کا کوئی پرسان وجویان نہین ہے -

دل افسردہ گویا حجرہ ہی یوسف کے زندان کا		ہنوز اک پرتو نقش خیال یار باقی ہی

یعنے جمال یار کے تصور سے میرا دل اسطرح نورانی اور منور ہے جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال سے قید خانے کا حجرہ منور تھا - مکرر = ظاہر ہے کہ زندان یوسف کا حجرہ یوسف علیہ السلام کے فروغ حسن جمال کیوجہ سے نورانی اور منور تھا اب شاعر کہتا ہے کہ ہمارے دل افسردہ مین ایک ذرا سا خیال جو ہمارے معشوق کا ہے تو اُسکی وجہ سے ہمارا دل بھی حجرۂ یوسف علیہ السلام کیطرح منور اور نورانی ہے - اس شعر مین مضمون کی نزاکت یہہ ہے کہ اپنے معشوق کے حسن و جمال کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال سے بہتر قرار دیا ہے دل افسردہ مشبہ اور حجرۂ یوسف علیہ السلام مشبہ بہ اور منور ہونا وجہ شبہ ہے - **پرتو** = عکس روشنی - چھاؤن - **نقش** = صورت **افسردہ** = غمگین - کملایا ہوا - غمگین اس کے مجازی معنے ہین اور یہان مجازی معنے

مراد ہین یہہ اسم مفعول ہے اور اسم مفعول بمعنی اسم صفت آتا ہے - دل افسردہ یعنے ہمارا دل افسردہ - ہمارا محذوف ہے - گویا = حرف تشبیہ ہے - درحقیقت لاجواب شعر کہا ہے -

بغل مین غیر کی آج آپ سوتے ہین کہین ورنہ	سبب کیا خواب مین آکر تبسم ہاے پنہان کا

معشوق کو رقیب کے ساتھہ جو وصل ہوگا تو عاشق کی آزردگی کا باعث ہوگا اور معشوق کا یہہ کام ہے کہ اپنے عاشق کو ستاوے اور رنج دیوے اور اسی غرض سے کہ عاشق کو رنج پہونچے غیر کی بغل مین سو رہا ہے اور عاشق کو ستانیکے لئے اُسکے خواب مین آکر ہنستا ہے جس تبسم کی خیالی ور وہمی یہہ تعبیر ہے کہ ہم نے غیر کو اپنے وصال سے کامیاب کیا ہے یعنے معشوق جو خواب مین آکر مسکراتا ہے تو عاشق بدگمانی کی راہ سے یہہ سمجھتا ہے کہ غیر کو وصال معشوق حاصل ہوا ہے اور اسیواسطے معشوق مسکراتا ہے کہ دیکھو تمکو ہم نے اپنے وصال سے محروم رکھا اور غیر کو کامیاب کر دیا لہذا عاشق اور زیادہ غم کہاتا ہے کیونکہ عاشقی مین وہم اور بدگمانی اور جنون بہت ملے ہوے ہوتے ہین تبسم = حقیقت مین مسکرانیکو کہتے ہین او ہنسنے کے معنون مین بہی مستعمل ہوتا ہے پنہان تبسم کے صفات مین آتا ہے اور تبسم پنہان ایسے تبسم کو کہتے ہین جسکو سواے عاشق کے دوسرے لوگ دیکھہ نہ سکین یعنے معشوق اسطرح چہپکر یا دوپٹہ کا دامن وغیرہ آڑ کرکے مسکراے کہ صرف عاشق اُسکو دیکھے اور دوسرا شخص دیکھنے نپاوے اور معشوق

ایسا تبسم اُسیوقت کرتا ہے جبکہ خود بھی اپنے عاشق پر مائل ہو۔

نہین معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا	قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگان کا

سرشک = اشک اور آنسو کو کہتے ہین اصل مین سراشک ہے از قبیل سرچشمہ وسرنیجہ کے۔ **قیامت ہے** = یعنے بڑا کام ہے۔ بڑی بات ہے کار بزرگ و مہم عظیم ہے۔ یہہ چہ قیامت است کا ترجمہ ہے اور فارسی والے چہ قیامت است نہایت آفت خیز کے معنون پر بولتے ہین مژگان کا سرشک آلودہ ہونا کنایہ ہے رونے سے۔ کہتا ہے کہ اے معشوق تو جو روتا ہے یہہ ایک بہت بڑی بات ہے اور یہہ ایک آفت خیز معاملہ ہے۔ نہین معلوم تونے کون کونسے عاشقان وفادار کا قتل کردیا ہے کہ جسکی وجہ سے اب پچھتاتا ہے اور روتا ہے کہ کیون قتل کردیا اُن کے وجود سے تو میری شہرت اور ناموری اور بھلائی تھی۔ حاصل یہہ کہ معشوق اپنے عاشقان صادق کے مقتول ہوجانے پر روتا ہے۔ **کس کس کا** = یعنے کون کونسے عاشقان صادق کا۔ **پانی ہونا** = یعنے بہنا کیونکہ پانی ایک سیال اور بہنے والا عنصر ہے لہذا پانی ہونیکے مجازی معنے بہنے اور روان ہونے اور جاری ہونے کے ہین۔

نظر مین ہے ہماری جادۂ راہ فنا غالب	کہ یہہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشان کا

یعنے اے غالب ہماری نظر مین جادۂ راہ فنا ہے کیونکہ جادۂ راہِ فنا عالم کے
اجزائے پریشان کا شیرازہ ہے - یہہ کا مشار الیہ جادۂ راہ فنا ہے نہ نظر-
عالم یعنے دنیا کو کتاب قرار دیا ہے - جادہ کے معنے راستہ کے ہین
پھر جادۂ راہ فنا اضافت در اضافت محل تامل ہے شاید
ضرورت وزن کے لحاظ سے اسطرح کہا ہے اب بعض لوگ
اسکی تقلید کر کے قالب تن بیجان وغیرہ کہا کرتے ہین اہل
لسان کے کلام مین اسطرح دیکھنے مین نہین آیا - دنیا کے
جو پریشان اجزا ہین یعنے خواہشات نفسانی اور شہوات
بہیمی یہہ سب موت کا خیال باندہنے سے فنا ہو جاتے ہین
اور اسیواسطے یہہ مضمون حدیث شریف مین آیا ہے کہ موت کا
ذکر ہادم لذات ہے یعنے خواہشات نفسانی اور طمع دنیوی
کیوجہ سے آدمی پریشان خاطر رہتا ہے مگر جب موت کو
یاد کرے اور انجام کو دیکھے اور خاتمہ پر نظر ڈالے تو دلکو
کچھہ جمعیت حاصل ہو جاتی ہے -

نہو یکگام بیابان ماندگی سے ذوق کم میرا	حباب موجۂ رفتار ہے نقش قدم میرا

دوسرے مصرع کے یہہ معنے ہین کہ میرا نقش قدم بھی میرے ساتھہ ساتھہ
چلا آتا ہے جسطرح موج کے ساتھہ موج کے ببلبلے چلے آتے ہین
اور حباب موجہ سے یہہ معنے نکلتے ہین - شعر کا مطلب یہہ ہے کہ میرا